آپ صلی اللہ علیہ وسلم کردار...... ہم گفتار

☆......☆......☆ مولانا محمد ادریس سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ (مدرس جامعہ سلفیہ) ☆......☆......☆

دنیا کے سٹیج پر پائے جانے والے انقلاب آفرین انسانوں میں سے اگر کوئی عملاً آدمیت کیلئے خیر و بھلائی کا نمونہ بنا ہے تو صرف انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی ذوات گرامی ہیں۔ اور ان میں سے بھی روز قیامت تک ترقی پانے والی اقوام کیلئے اسوۂ صرف اور صرف رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی تصنیف ''الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح'' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ آپ کی معجزانہ سیرت طیبہ کو قرار دیا ہے۔ امام صاحب ذکر کرتے ہیں کہ آپ کے بلند کردار کا اعتراف قبل از نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے والوں نے بجا طور پر کیا ہے خواہ وہ اعلان نبوت پر ایمان سے سرفراز ہوئے یا محروم رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زندگی مبارکہ میں مختلف احوال آئے صلح و جنگ امن و خوف، قلت و کثرت، فقر و غنی سے واسطہ رہا لیکن عملاً کبھی کسی سے جھوٹ یا دھوکا دہی کا معاملہ ہرگز نہ کیا۔

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ افراد بھی دیگر تمام لوگوں سے ہر اچھے عمل میں برتر رہے ہیں ان کی عبادت کا موازنہ دیگر سے کر لیں ان کی شجاعت کا تقابل کر لیں ان کے صبر کو دیگر سے ماپ لیں، ان کی سخاوت کا تناسب کہیں نہ مل سکے گا۔ یہ تمام عالی کردار انہیں کہاں سے نصیب ہوا یہ سب آپ کا فیض اور اسوہ تھا جسے انہوں نے عکس کے طور پر ظاہر کیا۔

روشن چراغ اگر اپنے ہی حدود اربعہ تک محدود رہے تو اس سے کوئی بھی استفادہ نہیں کر سکتا چراغ کی روشنی کے مطابق کوئی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہی حال گفتار و کردار کا ہے۔ گفتار اگر صرف گفتار ہے جو کردار سے تہی دامن ہو تو اس کی مثال ایسے ٹمٹماتے چراغ کی ہے جس کے گل ہو جانے پر کسی کو ملال نہیں ہوتا جبکہ روشن چراغ سورج کی طرح خاموشی سے اپنے کردار کی کرنیں بکھیر کر تاریکی کو اجالے سے بدلتا رہتا ہے۔

کردار ہمیشہ کردار سے معلق رہا ہے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو زاہد، صاحب غنی، قاضی، حکمران، مؤرخ، فاتحین اور عادل حکمران مرحمت فرمائے ہیں اور دنیا کو جو کچھ چاہیے تھا دیا اور یہ سب آپ نے بلند کردار سے دیا۔

انبیاء کرام علیہم التحیہ والسلام نے اپنے اپنے وقت پر تقاضا حال کے مطابق مشیت الٰہی سے معجزات کا اظہار فرمایا مگر آپ ﷺ نے دلیل نبوت کے لیے اپنی ابتدائی چالیس سالہ زندگی کی کتاب کھول کر سامنے رکھ دی۔ لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون

قرآن کریم آپ کی زندگی کا محور تھا جس میں بجا طور پر ایمان و عمل کو یکجا بیان کر کے عمل کی اہمیت کو واضح کر دیا گیا۔ اور قول و عمل میں تضاد کو واضح طور پر قبیح فعل قرار دیا گیا۔ ارشاد گرامی ہے لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون

بقول صدیقۃ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان "خلقہ القرآن"

آپ چلتے پھرتے قرآن تھے

آپ کی زندگی کے پہلوؤں کو ایک ایک کر کے دیکھا جائے تو واضح نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر جگہ عملاً کردار کے ساتھ ہی عظیم شاگرد پیدا کیے جو معجزانہ حد تک صاحب کردار واقع ہوئے۔

عبادات میں سے اہم ترین عبادت نماز کو لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی بھر پانچ نمازوں کے ساتھ تہجد اور اشراق پر مواظبت فرمائی اور وہ بھی ایسے طریقہ پر کہ۔ لا تسئل عن حسنھن و طولھن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے از راہ شفقت عرض کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مقدم موخر ذنوب کی مغفرت کا مژدا سنا رکھا ہے۔

تو یہ پاؤں پر رات طویل عرصہ قیام میں کھڑے ہونے پر ورم..... فرمایا۔ افلا اکون عبدا شکورا

... دیں کہیے کہ صحابی کو قیام اللیل میں تخفیف کا آرڈر فرما رہے ہیں ان لعینک علیک حق ... خود یہ حالت کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ ماانزلنا علیک القرآن لتشقیٰ (طہ) ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے۔

روزہ کی صورت حال دیکھیں تو خود وصال فرماتے ہیں کبھی پورا ماہ روزہ سے گزر جاتا ہے دریافت کرنے پر فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتے ہیں۔

مگر جانثاروں کو وصال سے سختی سے منع فرما دیا۔ پیر، جمعرات، ایام بیض کے علاوہ بھی روزہ کی عادت مبارکہ تھی مگر ساتھیوں کو صرف تین روزے ایک ماہ میں رکھنے کی ترغیب دلاتے اسی کردار عالیہ کا نتیجہ تھا کہ صحابی بار بار مزید روزے رکھنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور بالاخر صوم داؤدی ایک دن روزہ ایک دن افطار کی اجازت عطا فرمائی۔

یہاں سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مدینہ منورہ کا معاشرہ اکثر و بیشتر روزہ سے ہوتا تھا اور اس لیے آپ کے دو مؤذن فجر کی اذان کیلئے مقرر تھے۔ ایک مؤذن فجر سے کچھ وقت پہلے اور دوسرا طلوع فجر پر اذان بلند کرتا تھا جس کو دیکھتے ہوئے مساجد میں دو اذانوں کا رواج عام ہے ایک فجر کی نماز کیلئے اور ایک اس سے کچھ وقت پہلے۔ اور اس کو رمضان المبارک کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی ظاہری وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جبکہ اس سنت کا عملاً اقرار نہ کرنے والے رمضان المبارک میں بھی فجر کے وقت دو اذانوں پر عمل نہیں کرتے۔

مالی معاملات میں بلند کردار صحابہ اگر اپنا کل متاع' نصف سامان' آدھی مزدوری' ناقابل برداشت حد تک بوجھ اٹھائے سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں تو بالآخر انہوں نے ضرور اس سے قبل غور کر لیا ہوگا۔ کہ

مکہ مکرمہ کے عظیم تاجر اور دولتمند جب تبلیغ کی غرض سے طائف جا رہے تھے۔ تو سواری کیلئے ایک معمولی جانور بھی ساتھ نہ تھا آخر کیوں؟

وہ دولت یقیناً راہ اسلام میں ہی صرف ہوئی تھی۔ مالی معاملات میں آپ اس حد تک حساس تھے کہ ایک دن نماز ادا کر کے بہت جلد گھر میں تشریف لے گئے صحابہ کرامؓ حیران تھے کہ آج یہ سرعت یقیناً کسی سبب سے ہے۔ آپ واپس تشریف لائے اور اس جلدی کا سبب گھر میں موجود کچھ سونا قابل تقسیم قرار دیا بلکہ یوں کہیے کہ اس میں آپ ﷺ اپنے قریبی عزیز و اقارب کو بھی فقر و فاقہ کی ترغیب دیتے۔

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عام مدنی معاشرہ کے مطابق سہولیات کا تقاضا کیا تو آپ بڑے نالاں ہوئے۔

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر آپ ﷺ سے غلام طلب کیا تو آپ ﷺ نے دینے کی بجائے صبر و شکر اور ذکر الٰہی میں کثرت کا مشورہ دیا۔

جبکہ اس کے برعکس کئی صحابہ کو آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر خدمتِ عطا فرما دیتے تھے۔ اہل مکہ اور دیگر نو مسلم صحابہ کرام کو آپ ﷺ اس قدر دولت بصورت سونا چاندی غلام اونٹ بھیڑ بکری مرحمت فرما رہے ہیں جو گھروں میں سما نہ سکے مگر جان نثار انصار کو متاع دنیا کے بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب پر مبارک دے رہے ہیں کہ لوگ مال و زر لے کر گھروں کو سدھار جائیں اور تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جاؤ گے۔

10 ھ تک مملکت اسلامیہ کا حدود اربعہ کافی وسیع ہو چکا تھا یمن تا شام' مال و جان' قلوب و اذہان پر حکم کی طوعاً فرمان روائی مگر دولت خانہ کا کل اثاثہ جسم اطہر پر ایک چادر' ایک چارپائی' تکیہ جس میں کھجور کے

پتے بطور روئی' پانی کیلئے ایک مشکیزہ اور گردی رکھ کر کچھ جو......اور بس

یہ مسجد نبوی ہے' اسلامی یونیورسٹی' یہی محاضرات حال ہے۔ یہی تربیت گاہ ہے یہ ہی مستقل چھاؤنی ہے۔ یہاں مدعی نبوت اور جانثاران نبوت کا سب کچھ طشت از بام ہے ایک غیر مسلم سردار کیلئے یہ سب جیل قرار پاتی ہے۔

یہاں مرد عورتیں بچے سب اس کے قریب پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں یہاں مربی اور معلم اپنے کردار کے ساتھ اسے دعوت فکر دیتے ہیں

تین دن گذر گئے مگر اسے دعوت ایمان و اسلام قولاً نہیں عملاً دے دی۔ جنت کی رعنائیاں جہنم کی ہولناکیاں' نہ وعدہ نہ وعید۔

اب یہ قیدی زیدؓ بن حارثہ کی طرح آزادی بھول گیا اس قید سے محبت کرنے لگا جس کیلئے لوگ ماں باپ بھائی وطن احباب سب بھول جاتے ہیں۔

خدا کو جانا ہے دیکھ کر تجھ کو کہ اس کی شان جمیل تو ہے
میرے نزدیک خدا کی ہستی پہ سب سے بڑھ کر دلیل تو ہے

ہمارے اسلاف رفعت وقیادت میں تعجب خیز ماضی ہمیں دے گئے اب بھی تعجب خیزیاں ہیں مگر ذلت کی جبکہ قرآن وہی تعالیم اسلام وہی تو کیوں وہ قائد اور ہم محکوم وہ قوی' ہم کمزور صرف اس لیے کہ وہ عامل ہم تارک عمل ٹھہرے ہیں۔

آج ہر کس وناقص کی زبان پر امت اسلامیہ بلکہ عام انسانیت کی زبوں حالی کا ورد رہتا ہے ہر کوئی یہی رونا رو رہا ہے لیکن اچھا بننا اور عملاً نمونہ بننے کو کوئی گوارا نہیں کرتا۔ یقیناً تبدیلی کی خواہش اچھی خواہش ہے مگر اس کیلئے خود کو پیش کرنا ہی صداقت کی دلیل ہے۔ پہلا چراغ' نمونہ کا فرد اور تبدیلی کا آغاز اپنی ذات سے کریں تو یقیناً سرخروئی کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔

بارش کا پہلا معمولی قطرہ اگر یہ سمجھتے ہوئے کہ میرے نازل ہونے سے قحط سالی ہرگز شادابی میں نہیں بدل سکتی زمین پر نہ برسے تو بتایئے یہ خیال کسی طور پر صائب ہوگا؟ یہی صورت حال ہماری انفرادی عملی زندگی برائے اصلاح احوال کی ہے۔

ہم عہد کرلیں کہ گفتار سے بڑھ کر کردار سے صراط مستقیم کی طرف دعوت دینا ہے۔ جو کہنا ہے اس سے بڑھ کر خود کرنا ہے تو روشنی ہو نہ ہو ٹمٹماتے چراغ کی طرح نشان منزل کی تعیین تو یقیناً ہو جائے گی۔